19

رمضان بڑی برکتیں لے کر آتا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اس سے فائدہ اُٹھائے

(فرمودہ 6 جون 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔1

اس کے بعد فرمایا:

''آج رمضان کا دوسرا جمعہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مسلمانوں کو پہلے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ دنیا میں بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جو منفرد ہوتی ہیں۔ اکیلے انسان پر آتی ہیں اور وہ ان سے گھبراتا ہے، شکوہ کرتا ہے کہ میں ان تکالیف کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض تکلیفیں ایسی ہوتی ہیں جن میں سارے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ان تکالیف پر جب کوئی انسان گھبراتا ہے، شکوہ کرتا ہے تو لوگ اسے یہ کہہ کر تسلی دیا کرتے ہیں کہ میاں! یہ دن سب پر آتے ہیں اور کوئی شخص اُمید نہیں کر سکتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے۔ کوئی عقلمند یہ کوشش نہیں کرتا کہ وہ ان تکلیفوں سے بچ جائے۔ مثلاً موت ہے۔ موت ہر انسان پر آتی ہے۔ دنیا میں کوئی احمق سے احمق انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا

جو کہے کہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ مجھ پر موت نہ آئے۔ موت اُس پر ضرور آئے گی چاہے چند دن پہلے آئے یا بعد میں۔ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کہہ کر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ روزے ایسی نیکی ،ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں۔ عیسائی بھی اس میں شریک ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بدروحوں کو نکالنا سوائے روزے اور دعا کے نہیں ہوسکتا۔ یہودی بھی اس میں شریک ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں۔ ہندو، زرتشتی اور دوسری قومیں بھی اس میں شریک ہیں۔ غرض ساری اقوام کسی نہ کسی رنگ میں روزے رکھتی ہیں۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو! تم اپنے آپ کو خیر الامم کہتے ہو۔ تم اپنے آپ کو آخری امت کا نام دیتے ہو۔ پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ جس کے حصول کے لئے ساری قومیں کوشش کرتی ہیں تم اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہو، تم اس سے گریز کرتے ہو، اگر یہ کوئی نیا حکم ہوتا، اگر روزے صرف تم پر ہی فرض ہوتے تو تم دوسرے لوگوں کو کہہ سکتے تھے کہ تم اسے کیا جانو تم نے اس کا مزہ چکھا ہی نہیں تمہیں ہماری تکلیفوں کا احساس کیسے ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اس دروازے میں سے گزر چکے ہیں، جو اس بوجھ کو اُٹھا چکے ہیں انہیں تم کیا جواب دو گے۔ لازماً مسلمانوں پر حجت انہی احکام میں ہوسکتی ہے جو پہلی قوموں کو بھی دیئے گئے اور انہوں نے اُن احکام کو پورا کیا لیکن مسلمانوں نے ان سے گریز کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو! تم ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں اور ساتھ ہی تمہیں بتا دیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا۔ اگر تم اس حکم کو پورا کرنے میں سُستی کرو گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی اور کہیں گی ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیا تھا اور ہم نے اُسے پورا کیا ہے۔ اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمت کو بڑھانے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے اور ان قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا۔

پھر فرماتا ہے تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس حکم کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس حکم کے کئی فائدے ہیں فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ یہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے

کئی معنی ہو سکتے ہیں مثلاً ایک معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر روزے فرض کئے ہیں تا تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، جو بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔ غرض اگر اسلام میں روزے نہ ہوتے تو مسلمان دوسری قوموں کے سامنے ہدفِ ملامت بنے رہتے۔ عیسائی کہتے یہ بھی کوئی مذہب ہے اس میں روزے نہیں جن سے قلوب کی صفائی ہوتی ہے، جن کے ساتھ روحانی ساکھ بیٹھتی ہے، جن کے ذریعہ انسان بدی سے بچتا ہے۔ یہودی کہتے کہ ہم نے سینکڑوں سال روزے رکھے لیکن مسلمانوں میں روزے نہیں۔ اسی طرح زرتشتی، ہندو اور دوسری سب قومیں کہتیں اسلام بھی کوئی مذہب ہے۔ اس میں روزے نہیں۔ ہم روزے رکھتے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کو خوش کرتے ہیں۔ غرض ساری دنیا متحدہ طور پر مسلمانوں کے مقابلہ میں آجاتی اور کہتی مسلمانوں میں روزے کیوں نہیں۔ پس فرمایا۔ اے مسلمانو! ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا تم دشمن کے اعتراضات سے بچ جاؤ۔ اگر اسلام میں روزہ نہ ہوتا یا تم روزے نہ رکھتے تو غیر مذاہب والے تم پر جائز طور پر اعتراض کرتے اور تم ان کی نگاہوں میں حقیر ہوتے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں دوسرا اشارہ اس طرف ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ بن جاتا ہے۔ کیونکہ اتقاء کے معنی ہیں ڈھال بنانا، وقایہ بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا۔ پس آیت کے معنی ہوئے تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو۔ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لئے روزے کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ دعا کی قبولیت کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے میں دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں۔ روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالیتا ہے۔ اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے روزہ اِس چیز کا نام نہیں کہ کوئی اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے۔ بلکہ روزہ یہ ہے کہ منہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اُسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیزوں سے بھی بچایا جائے۔ 2 اب دیکھو زبان پر

قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے۔لیکن روزہ دار خاص طور پر زبان پر قابو رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اُس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں اس کے لئے حفاظت کا ذریعہ ہوتا ہے۔لوگ روزہ ٹوٹنے سے زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے وہ خاص طور پر اسی مہینہ میں ناپسندیدہ چیزوں سے بچتے ہیں۔لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہمارے ہاں روزوں کو حقیر سمجھ لیا گیا ہے اور یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ روزہ روٹی نہ کھانے اور پانی نہ پینے کا نام ہے۔حالانکہ درحقیقت روزہ اس چیز کا نام ہے کہ انسان جائز اور ناجائز چیز کو خدا تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ دے۔اور جب وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے روٹی کھانا چھوڑ دے، پانی پینا چھوڑ دے، بیوی سے تعلقات قائم کرنا جو جائز ہے چھوڑ دے۔اس لئے کہ ایسا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔لیکن وہ جھوٹ نہ چھوڑے، غیبت نہ چھوڑے تو اُس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔اگر وہ گالی گلوچ نہ چھوڑے تو اُس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔غرض جتنی چیزوں میں انسان کا نفس استعمال ہوتا ہے مادی طور پر یا روحانی طور پر ان ساری چیزوں سے بچنے کا نام روزہ ہے۔

روزہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ جب تم جائز امور کو بھی خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑ دیتے ہو تو کیوں ناجائز امور کو نہ چھوڑو گے۔روزہ رکھنے والا یہ نہیں کہتا کہ میں شراب نہیں پیئوں گا کیونکہ شراب پینا پہلے ہی منع ہے۔روزہ رکھنے والا یہ نہیں کہتا کہ میں سؤر کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔سؤر کا گوشت تو وہ ہمیشہ ہی نہیں کھاتا۔روزدار یہ نہیں کہتا کہ میں مُردار نہیں کھاؤں گا کیونکہ مُردار تو وہ ہمیشہ ہی نہیں کھاتا۔وہ رمضان میں فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کیا کیا چیزیں نہیں کھاتا۔وہ ایسی چیزیں نہیں کھاتا جو حلال اور طیب ہیں، وہ گوشت نہیں کھاتا جو جائز ہے، وہ ترکاری نہیں کھاتا جو جائز ہے، وہ روٹی نہیں کھاتا جو جائز ہے، وہ پانی نہیں پیتا جو جائز ہے، وہ کھجور نہیں کھاتا جس سے روزہ کھولنا مستحب سمجھا گیا ہے۔غرض ایک روزہ دار تمام اُن طیبات کو چھوڑ دیتا ہے جن سے پرہیز کرنے اور انہیں چھوڑنے کو دوسرے دنوں میں خدا تعالیٰ نے ناجائز قرار دیا ہے۔وہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق انہیں چھوڑ دیتا ہے اور افطار تک برابر ان سے پرہیز کرتا ہے۔اور جب ایک شخص تمام حلال اور طیب چیزوں کو ترک کر دیتا ہے اس لئے کہ وہ روزہ دار ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ناجائز چیزوں کو نہ چھوڑے۔ایک شخص ترکاری چھوڑ دیتا ہے جو جائز ہے، گوشت کھانا ترک کر دیتا ہے جو جائز ہے، روٹی کھانا چھوڑ دیتا ہے جو جائز ہے، پانی پینے سے اور مٹھائی کھانے

سے پرہیز کرتا ہے جو جائز چیزیں ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ناپاک اشیاء کھانے لگ جائے۔ کیونکہ گندے الفاظ کا منہ سے نکالنا، جھوٹ بولنا، گالی گلوچ، غیبت یہ سب نجاستیں ہیں۔ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ کوئی شخص کہے میں نے ساری چیزوں کے استعمال نہ کرنے کا عہد کیا ہے اور پھر گندی چیزیں کھانے لگ جائے؟ اور جب کوئی پوچھے تو کہے میں نے تو اچھی چیزوں سے پرہیز کیا ہے بُری چیزوں سے نہیں ہر شخص یہ کہے گا کہ یہ جہالت ہے۔ جب ایک شخص ایسی چیز کو چھوڑ دیتا ہے جو مرغوب ہے، پسندیدہ ہے، حلال ہے، طیب ہے، خدا تعالیٰ کا عطیہ اور نعمت ہے تو جن چیزوں سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے انہیں وہ کیسے اختیار کرے گا۔

غرض روزہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہم اُن تمام چیزوں کو چھوڑ دیں جو ناجائز اور ناپسندیدہ ہیں اور ایک ماہ کے عمل کے بعد اگر انسان چاہے تو اسے ایسی چیزوں سے پرہیز کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کسی کو تمبا کو پینے کی عادت پڑ جائے تو وہ کہتا ہے میں تمبا کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اگر کوئی نشہ پانچ چھ دن تک چھوڑ دیا جائے تو وہ چُھوٹ جاتا ہے۔ مثلاً افیون ہے اگر کوئی شخص پانچ سات دن تک افیون کھانا ترک کر دے تو وہ اسے مستقل طور پر چھوڑ سکتا ہے۔ شراب ہے اگر کوئی شخص پانچ چھ دن تک اسے چھوڑ دے تو وہ اسے مستقل طور پر چھوڑ سکتا ہے۔ بھنگ ہے، چرس ہے یا دوسرے نشے ہیں اگر ان کا استعمال سات آٹھ دن تک چھوڑ دیا جائے تو یہ مستقل طور پر چھوٹ جاتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ایک ماہ تک پرہیز کرو۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص ان نشوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو یہ عادت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی مرضی سے ہوتا ہے۔ مثلاً گالی دینے کی عادت ہے اگر ایک ماہ تک وہ اس سے پرہیز کرتا ہے تو نتیجۃً یہ عادت چھوٹ جائے گی۔ اگر بھنگ پینا، چرس پینا، افیون کھانا، شراب پینا، تمبا کو پینا یہ سب عادتیں سات آٹھ دن تک چھوڑ دینے سے مستقل طور پر چھوٹ جاتی ہیں تو کون سی بد عادتیں ہیں جو ایک ماہ تک ترک کرنے کے بعد چھوٹ نہ جائیں۔ ایک ماہ تک اگر ناپسندیدہ اور ناجائز چیزوں سے پرہیز کیا جائے گا تو وہ یقیناً مستقل طور پر چھوٹ جائیں گی بشرطیکہ کوئی شخص بعد میں خود ان میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اگر کوئی شخص فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانا نہیں کھاتا، پانی نہیں پیتا لیکن چغلی کرنا، جھوٹ بولنا اور بدگوئی کرنا نہیں چھوڑتا تو وہ یہ امید کیسے کر سکتا ہے کہ رمضان کے بعد وہ ان سے بچ جائے گا۔ یہ چیز عقل کے خلاف ہے۔ لیکن جو شخص رمضان کو سب شرائط کے ساتھ گزارے وہ

اس سے فائدہ اٹھا لیتا ہے۔اول خدا تعالیٰ اس کا محافظ بن جاتا ہے۔ دوسرے وہ دشمن کے اعتراضات سے بچ جاتا ہے۔تیسرے بدعادتوں سے بچ جاتا ہے۔

غرض رمضان میں بہت سے فوائد اور برکتیں ہیں لیکن بہت کم لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جہاں وہ لوگ بھی ہیں جو شدت میں پڑ جاتے ہیں یعنی جن میں خدا تعالیٰ نے روزہ رکھنا منع کیا ہے اُن دنوں میں بھی وہ روزہ رکھتے ہیں، بیماری میں روزہ رکھنا منع ہے لیکن وہ بیمار ہونے کے باوجود روزہ رکھتے ہیں، بڑھاپے میں قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں اور روزہ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر ایسی حالت میں روزہ رکھنا فرض بھی نہیں لیکن وہ روزے رکھتے ہیں۔ پھر بعض لوگ بچپن میں روزے رکھتے ہیں حالانکہ بچپن میں روزہ رکھنا فرض نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں روزہ رکھنے کی طاقت ہوتی ہے، وہ بیمار بھی نہیں ہوتے، ایسے بوڑھے بھی نہیں ہوتے جن کے قویٰ مضمحل ہو گئے ہوں لیکن وہ روزہ نہیں رکھتے اور بہانے بناتے ہیں۔

دنیا میں دو باتوں کی وجہ سے انسان کسی چیز سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔اوّل یہ کہ صرف اُسے حکم دیا گیا ہے دوسرے کو نہیں۔ایک بچے کو کوئی کام کرنے کے لئے کہا جائے تو وہ بھی کہتا ہے کہ مجھے ہی کہتے ہیں دوسرے بھائی کو نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ فرماتا ہے۔يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ اے مسلمانو! ہم نے تم پر روزے فرض کئے ہیں اور صرف تم پر ہی روزے فرض نہیں کئے بلکہ ہم نے ان لوگوں پر بھی روزے فرض کئے تھے جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔گویا ہم نے صرف تمہیں روزہ رکھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ تم سے پہلے تمہارے بھائیوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے اس حکم کو نباہا۔ پھر لوگ کہتے ہیں اس حکم کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے کئی فائدے ہیں۔اس سے میری رضا حاصل ہوتی ہے، محنت کشی کی عادت پڑتی ہے، قربانی کی عادت پڑتی ہے، نیکی اور تقویٰ کی عادت پڑتی ہے اور پھر تم دوسری قوموں کے اعتراضات سے بھی بچ جاتے ہو۔

غرض رمضان بڑی برکتیں لے کر آیا ہے۔مومن کو چاہیے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ جہاں خدا تعالیٰ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے وہاں مناسب یہی ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے۔لیکن جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ رکھو وہاں ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ

روزہ رکھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے ہم روزہ نہیں رکھتے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کپڑا پہنو اس سے تمہارا ننگ ڈھک جائے گا لیکن وہ کہے میں کپڑا نہیں پہنتا اس سے میرا جسم ڈھک جاتا ہے۔ روزہ کی حکمت ہی یہی ہے کہ اس سے تکلیف برداشت کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ بعض قربانیاں ایسی ہوتی ہیں جنہیں انسان آرام سے کرلیتا ہے اور بعض قربانیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں قربانی کرنے والے کو تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ روزے بھی اسی قسم کی قربانیوں میں سے ہیں جو انسان کو تکلیف میں ڈالتی ہیں۔ اس کے ذریعہ انسان تقویٰ اور طہارت کے حصول کے علاوہ جفاکش بھی ہوجاتا ہے اور اس سے ان قربانیوں کی بھی عادت پڑتی ہے جن میں انسان کو تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً جہاد ہے جہاد میں گرمی کو برداشت کرنا پڑتا ہے، کھانے پینے کی دقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ روزے رکھنے والے کو یقیناً جہاد دوسروں سے زیادہ آسان معلوم ہوگا۔ اس کے علاوہ اَور بھی بہت سی قربانیاں اور خدمتیں ہیں جو رمضان کی وجہ سے آسان ہوجاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص روزے نہیں رکھتا اور بہانہ یہ بناتا ہے کہ اس سے اُسے تکلیف ہوتی ہے تو اُس کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کسی شخص کو کہا جائے تم روٹی کھاؤ تو وہ کہے میں روٹی نہیں کھاتا میرا پیٹ بھر جائے گا۔ اسے کہا جائے تم پانی پیئو تو وہ کہے میں پانی نہیں پیتا میری پیاس بجھ جائے گی۔ اسے کہا جائے تم کپڑا پہنو تو وہ کہے میں کپڑا نہیں پہنتا اس سے میرا جسم ڈھک جائے گا۔ حالانکہ روٹی کی غرض ہی یہی ہے کہ پیٹ بھر جائے۔ پانی پینے کی غرض ہی یہی ہے کہ پیاس بجھ جائے اور لباس پہننے کی غرض ہی یہی ہے کہ جسم ڈھک جائے۔" (الفضل 22 جون 1952ء)

1: البقرۃ: 184

2: بخاری کتاب الصَّوْم باب فَضْل الصَّوْم